

لهم إنا نسألك  
الثبات في كل مصيبة

شیخ زید بن محمد بریق  
دار و معلم و معلم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ  
سَمْعٌ لِّلّٰهِ مُنْتَهٰى الْمُرْسَلِينَ

**A M E E R - E - H A Y A T**  
(FORTNIGHTLY)  
DARULULoom MADWATULULAMA LUCKNOW (INDIA)

اداره اعلیٰ کارکرد و نهاده کا میتھا کارکروہ رضا بیان

الْقُلْقَلُ الْمُشْكِرُ

لار: مولانا ابوالحسن علی تدقیق  
 بزر ۲۔ میں اسلامی تائیق، تامہرا سانی شخصیتیں، جنہوں نے بندوق میں اسلامی تائیق اور  
 اسکی بروں کے متعلق اسیات، اسلام اور بندوق میں کتابیں کا تخلص کیے۔ شہزادی میں  
 عارف، لمحات حادثہ اور ضروری مفہومیں آئے ہیں، ایک کوہنگی کی  
 کتنی پہنچ دیں۔ بیتِ دری بحیرہ سے خالی نہیں کہ اس کی ایسی تجھبہ باحقیقت کی طرف پریزی  
 کر جاؤ، لہر کر جاؤ۔ اس کو اخلاق نصاب کیا ہے۔  
 تیرت خدا اول بھر ستمتھم ۷۴  
 ستمتھم ۷۳

مِنْ مَرْسَى الْمَحْدُودِ

جیسا کہ مدارس میں کھرے کے طلبہ اعلیٰ ہونے لگتے ہیں، پڑھائیوں کو اسکا احساس  
ہونے لگتے اُصف و حکی پالنے کا بھی ایک سو سال قبیلہ و تطبیت کی امامت مناسبت  
ہیر رکھتیں، کلامِ قرآن نے اسی بات کے پیش نظر خوبی کیلئے مرغ و نمرکانیا نصاب تسبیح  
کرنے کا شرع کر دیا ہے اور اسکی دو کلماں تحریر الشفیع و تحریر النحو عرب ہو چکی ہیں اور صد  
و دو اعلیٰ کے فہرست، مولانا اختر صطفیٰ ندوی، مولانا امیر الداودی، مولانا معین اللہ  
تمدنی کے مرتب کیا ہے۔

مِنْشَرُ الْمُتَّ

اے مولانا ایمڈنیج نڈ دی  
اس کتاب میں صرف نے ان جاندار مکروں کا احتساب کیا ہے جذبات کے خواز  
اوپر کو پاخت کیا جو تینی فانقلائقی تحریت کا لامبی بھی حصے سکتے ہیں جو اسلام کی جذبات پر  
کرنے والی حادثوں میں سکتے ہیں، سیرت نبی، تاریخ اسلام اور مستند و مصائب از انش  
پر والیں کافر کفرنیشی کے گذشتہ ہر ہر زبان و ادب کی بحیرن کا شتم کرتے ہیں  
وہ بحیر کے ساتھ نظر چوہلہ، نظر ہر یہ کبھی شامل ہے، مدارس میں کی ہر یہ تھہام نہ  
کتاب کیا ہے۔

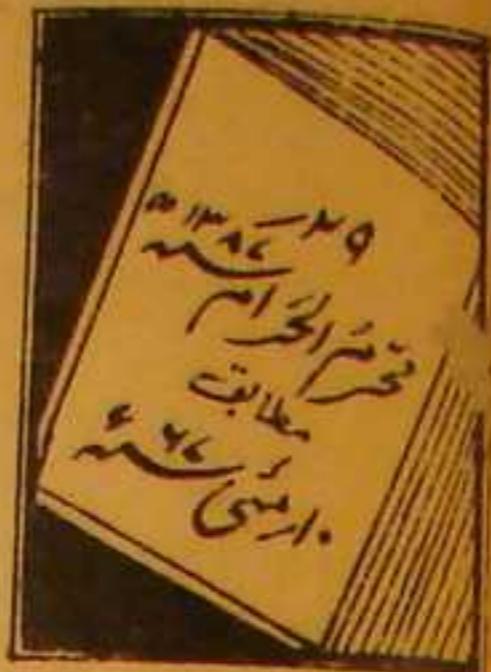
مِحَاذَات

از: مولانا ابوالحسن علی نہجہی  
یہ کتاب ہنپی کی مترسلا اور ساٹھی دو ذریعوں تھا متوں کے نصاب میں داخل کرنے کی وجہ بے  
انہی خصیات کے لحاظ سے اس وقت تک ادب ہنپی کی کوئی کتاب اس کا بدل نہیں  
بلکہ یہ درستی اکیڈمی کا نام دیا گیا ہے، ملکہ ہنپی کی رُڑی اتحاد کے حلاوہ بھتو، ملیکہ  
نکتہ، رنگاب، خدود، ماسیج، فوجی شہروں اور جہت سے کامیاب ہیں، داخل نصاب بے،  
ششم کے کامیاب نہیں، داخل نصاب بے۔



# لئے حسین

پندرہ روزہ  
لکھنؤ



شعبہ تعمیہ و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ جلد بہر شمارہ نمبر (۱۲)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## جمعیۃ الاصلاح مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ایک ایام آنحضرت

مولانا محمد ادیس ندوی نگرانی شغف التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء کی تحریک اور کوشش سے دارالعلوم میں توسمی خطبات کا ایک سعد شروع کیا تھا ہے اس میں ان مشاہیر اور ادبی فکر حضرات کے خطبات ہوں گے جو نہ صحت پر علمی تابعیت دیافتیں مثود ہوں بلکہ ان کے خطبات اور مقالات سے علماء صحیح طور پر منفید ہو سکیں اور ان سے طباہ کو بہت سی عزوفی معلومات فراہم ہوں جو شخص افسوس یاد رکھتا ہے ماحصل نہیں ہوتے۔ اس سلسلہ کا آخر اخراج میں کو چواح علیہ کی صدارت شاہ مہین الدین صاحب ندوی نے فرمائی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کی تعاریف تقریر کے بعد مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اس سلسلہ کا آخر کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرمائی۔ اس تقریر کو سید شرافت علی ارتعاش درجہ تغییرات سال آخر نے مرتب کیا ہے۔

حمد و شکر کے بعد ... عنبر طلباء میں آپ کے زمانے کسی تکلف یا اشارة کیا نہیں جانتا۔ اگر میں آپ سے بھی بے تکلف سے بات زکر کو تو پھر کس سے کرو گا؟

یہ مسئلہ لئے انتہائی خوبی و سرست کا مقام ہے کہ مجھ کو یہاں حاجی کا موقع ملا۔ ہمارے مقاب نعلیم کا ایک اہم مسئلہ ہے یہ غائب اپنا خوبیوں اور انتہائی ذات کے باوجود دیگر ضروریات کو محل خیل کرنا کوئی ایسا شخص جو ذہن اور روح پسند ہوئے تو اس کے سکا کر ہمارا انہا کلیم رذنگی کی تمام ضروریات پر حاوی ہے، ہمارا نصانع نعلیم بھی اس کا روایتی اور رضامیں ہے جو انسان کی زندگی میں قدم قدم پر رہنائی و قیادت کا کام انجام رہے سکے اور انسان کے اندر اتنی استعداد پیدا کر دے کہ وہ کتابوں سے خالہ اشناز کر سکے..... وہ زندگی کے تمام تقاضوں اور ضروریات کی تکمیل کافی اسیں ہے تو اقدم نعاب نعلیم نے بھی یہ دعویی خیل کیا، اگرچہ ہمارے نعاب میں ملک پیدا کرنے کی خصوصیت تو ہے ملکن دہ زندگی کے ہر مرحلہ میں ہمارا اندر کو صحیح رہنے کی اسی کا دھمکی دیجی نہیں۔ آج اپنے نعلیم کے سامنے پہلا بڑا اہم ہے کہ نعاب نعلیم کے علاوہ ٹلباء کے لئے ایسے کیا جیز مہماں جائے جو زندگی اور ضروریات کا تھا اس کے تقاضوں کو پورا کرے اور جسی ماحدوں کی تکمیل ہوئی ہو اس ماحدوں سے صحیح رابطہ پیدا کر سکے... پہلے غرب کے دانشروں سے لے کر شرق کے عالمی ایک بے لئے ایک اہم اور پڑا مشد بن گیا ہے۔

ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ ٹلباء کے لئے کتب خانے ہویا کئے جائیں اور پھر اس اندھہ کتابوں کے مطالوں میں عبارتی وہنگی کے کارروائی سے بھیجنے والے پائیں اور جب وہ کسی کتاب کا تکمیل مطالوں کر لیں اور اس پر حاوی ہو جائیں تو ان کو زندگی سے اجنبیت نہ ہو۔ ایک راستے ہے کہ ٹلباء کو وہنگی ایسے اپنے نعلیم اور علم دشمن کے خلاف مہیا کر جائیں جو اُن کے مامن نے زاویے اور نئے خاتمی پیش کریں اور قدیم علمی معلومات کے علاوہ جدید معلومات کے خلافی سے ٹلباء کو آشنا کریں۔ اس طریقہ کو ہمارے مدد میں بھی آزمایا جا رہا ہے یہ سلسلہ مسلم یونیورسٹی ملکیہ ہدھ جامعہ طیہہ اور مشترقہ و ملکی کے علی ملک مکمل میں بھی جو رہ گئے اور سبقت ہے، یہ بات انتہائی لائق تھیں و تو صحت ہے کہ مت ہیر علم میں یہاں آگر اپنے خطبات و مقالات سے علم و نعلیم کا پیور آپ کے سامنے پیش کر دیں اور آپ بھی ابی علم کی مخلوقوں اور مخلوقوں میں ستریک ہوں کوئی علم و فن کا ذوق جب ہی بختی سے جب ایسا علم کی مخلوقوں سے ربلا قائم رکھا جائے؛ اس کے بعد انسان بہت ستوچے سواد کے کام سے سختا ہے۔ لیکن ایسا ملک جب ہی پیدا ہو جگہ کوئی خفتہ محاس اور ہما فلزیں سرکت کا طے یہ سب باقی و میں بھی کچھ سکتا ہے جو علامہ شبلی اور سید سلمان ندوی کی مخلوقوں میں ستریک ہو جائے۔ مولانا سید سلمان ندوی ان کا بھائی میں ستریک ہوتے ہے اور ان کے پیشہ علم سے سیراب ہوتے رہے اور اس کی وجہ سے ان میں وہ متور اور ذوق اور ملک پیدا ہو گیا جو بہت کم داؤں کو حاصل ہوتا ہے۔ ذوق کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کے سامنے کوئی شعر پڑھا جائے تو آپ اپنے ادبی ذوق سے بکلا دیں کہ ملکاں کا شعر ہے۔ ایسا ہو کہ آپ کے سامنے اسی ذوق پر کے اخراج

لے مخفید ہے، ان لوگوں کی تاویلیات اس نہ رکھیں ہوتی ہیں کہ کوئی منصفت مزاج صاحب علم دنیم اپنے سنتا جیسی نہ گوارا کر سکتا۔

بپلور نہون، اسی آیت کی تاد میں کو ملاحظہ فرمائیجئے ہو  
حمدالحسن صاحب امردہ ہوئی تقدیمانی سے موصوف نے  
عمل کی ہے " و ما قتلوا کہ کی تغیر کر۔ آپ  
کے خوشی سے اپنی جان خدا کے سپرد کر دی۔ کہیا دوسرے  
عنصر نے آپ کو قتل نہ کیا ہے ۔

اگر تسلیم کرنے والے تو جرم قتل کی ایک انوکھی  
نشریہ تحریف کرنا پڑے گی۔ اور جھوٹ کو ضعیل کرتے  
وقت اس کی تحقیق بھی کرنا پڑے گی کہ آیا مخطوط  
نے خوشی سے اپنی جان حدا کے سیرد کر دی۔ یا ناخوشی کے  
ساتھ، اگر خوشی سے جان دی ہے تو گویا حبیم قتل  
سرزد ہی نہیں ہوا اور ملزم کو رپا کر دیا جائے، کیا خوب  
نشریہ و تغیری ہے، اس سے کہاں کم اللہ تعالیٰ کے  
سامنے بندوں کے کسی قاتل کو تو قاتل کہنا ہی نہ چاہئے  
کہ کبھی سزادینا چاہئے اس لئے کہ ایسے حضرات تو ہم  
انہی برخوار الہی۔ ہتھے میں اور بڑی سرت کے ساتھ  
اعی، جل کو لبیک کہتے ہیں بلکہ شہادت کی تمنا کرتے

نطمیف یہ ہے کہ پا دری صاحب اور ان کے یہ  
بھائی تاؤنی دوست دلوں تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت  
سُلیمان کو صلیب پر چڑھایا گیا اور ان کے پہلوں پر چڑھی  
ارجی گئی جس سے "خون نکل پڑا" اور صلیب کی پر آپ  
کو مردہ پایا گیا لیکن با وجود اس کے قتل نہیں ہوا۔  
کیا خوب!

ناظمہ سر بگر یہاں کہ اسے کیا کہتے  
پادری صاحب کے قادیانی رہست نے " دھما  
صلبری " کی جو تاویل کی ہے، وہ بھی ایسی ہی  
تفہمک حیرت ہے بلکہ مجھے عرضہ ممکنات فرماتے ہیں کہ یہ لفظ  
صلب لفظہ اسلام سے مانخوا ہے جس کے معنی پڑیاں نہ  
کے ہیں۔ بلکہ پہلے فرمائچے ہیں کہ " پس ان لوگوں  
کے کہا کہ ہم نے مسیح کو مصلوب کر دیا جسے ہمیں مراد یہ تھی  
کہ کس نے اسکی پڑیاں توڑ کر اس سر کو مار دیا ۔

دیا مرزا جی کے سخنان اور ان کی ذہنیت کے نزدیک ۔  
بھی اس تور طبقاً "ادر" ہر بیان "لکان" "دوخون" کا یک  
مظہوم ہے ۔  
ماتے ہے کہ بالطل کی حالت کی نئے صور آؤں گا

س قسم کی بدھو اسی پر مجھ دہد جانا ہے۔ درست ایک طالب  
میں بلکہ بخوبی سمجھتا ہے کہ "بڑی توڑنے" اور سکانے

# شانِ ایمان

## مولانا محمد اسماعیل حاج سندھ یلوی ندوی

قرآن مجید کی آیت کریمہ " وَمَا قاتلُوا دِهْمَلْبَوْ  
کی جو تادیل پادری صاحب نے اخراج کی ہے دہ تو  
ب سے عجیب تر ہے۔ اس میں موصوف نے عجیب  
تناقض بیان کا انٹھار فرمایا ہے۔ ایک طرف فرماتے  
ہیں کہ اس آیت میں یہود کے اس دعوے کی تردید  
کی گئی ہے کہ ہم نے حضرت عیینی کو قتل کر دیا تھا۔  
اس کے ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ دافعہ کی تردید نہیں  
ہے۔ ناطق سر بگر یہاں کی اسے کیا کہیے، جاپ  
الا! راقعہ کی تردید کے بغیر ان کے قول کی تردید  
کیسے ہو گئی؟ یہود کا دعویٰ اور قول یہی تو تھا کہ  
قتل یہکے ایک دافع ہے جب تک اس دافع کی تردید  
نہ کیجاۓ ان کے قول اور ان کے دعوے کی تردید  
کس طرح ہو جائے گی؟

ٹاولیل بالکل غلط اور خلاف عقل ہے علاوہ برین  
”ولکن شبہ لہم کا جملہ موصوف کی تاویل کی تردید  
مزید ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں اشتباہ ہو گیا  
تھا، ظاہر ہے کہ اگر واقعہ قتل سے انہیں کوئی  
قتل ہی انہیں تھا تو اس اشتباہ ہونے کے کیا معنی؟  
اور اس اشتباہ کا ان کے قول پر کیا اثر پڑتا تھا؟  
پامد کی صاحب نے اس حرث پر قادیانیوں  
سے بھی امدادی ہے مگر یہ ان کی غلطی ہے اس لئے  
کہ انہوں نے بہت کمزور دگار تنخی کی۔ قادیانی  
اول تو جیسا اب اسلام کے نزدیک مسلمان ہی نہیں ہے  
اگر کسی قول کی ذمہ داری کسی مسلمان پر نہیں ہے۔  
دوسرے ان کے ذمہ کے باقی حرز اعلام احمد قادیانی  
آجھائی خود سچ ہو سکے مددی اور حضرت پیغمبر مصطفیٰ  
علیہ السلام۔ لشکر کاشان اقتضی کہ محدث مسٹر تا خود سے

ٹاید موصوف کو بھی اپنے اس تناقض بیان کا  
احساس ہو گیا اس نے ایک دوسری تاویل اخراج  
کی۔ اہل فرشتہ میاکر قتل، صلب میگے تو رو میوں کے ہاتھ  
سے ہوا تھا اور یہود خود اسکے دعوے دار تھے۔ اس  
کی تردید کی گئی ہے لیکن یہ بات بھی کمزوری میں پہلی بات  
کے کم نہیں ہے۔ ہندو پروردہ یہود نے اس کا دلوں  
بلکیا ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے حضرت علیہ السلام کو شہید  
کیا تھا۔ آج بھی کوئی یہودی آپ کو اس کا دعویٰ اور  
ذمیگا اور دھی یہ دعویٰ کیسے کر سکتے تھے جبکہ معلوم ہے  
کہ اس زمان میں سلطنت و حکومت رو میوں کے ہاتھ  
میں تھی، یہود حکومت تھے ایسی صورت میں وہ خود کسی  
کو کیسے قتل کر سکتے تھے؟ اگر وہ ایسا کرتے تو خود مجرم ہوتے  
اور حکومت انہیں سزا دیتی، انہوں نے حکومت سے شکایتیں  
لیں اور حاکم وقت کو جھنے۔ صعن علیہ السلام کے تنا

اور ایک حد تک اعتماد اور اتفاق کے ساتھ سمجھیں۔ یاد رکھئے کہ مخلص وغیر مخلص، اچھے اور بُرے بلکہ انسان اور غیر انسان کا خرق کچھ کے لئے کہیں بھی اصول و ضوابط نسبتاً نہیں ہوئے بلکہ یہ بات منزوعی ہی سے مسلم ہوتی ہے۔

آج تمام مدارس میں ایک خلاطے اور وہ یہ کہ  
اس آنڈہ و طلباء میں ربط نہیں ہے بلکہ ان کے درمیان  
ایک خلیج حاصل ہے اور وہ صرف درس کے اس آنڈہ اور  
درس کے طلباء ہو کر رہ گئے ہیں، اس خلاط کو پورپور کرد ہے  
کی اور اس خلیج کو پالتے کی ضرورت ہے۔ اسی میں مدارک  
کی کامیاب و ترقی صفت ہے۔

## بفترة "القوميّة الشّلتوت"

دوسرا دلیل

عربی میں حرف "بل" سابقہ کلام سے اعراف کے  
لئے استعمال کیا جاتا ہے اس لئے آیت "بل رفعہ اللہ" کے اندر یہ من اسی ذمہ نہستے ہیں جو  
درست سبائی ہی سرا دیا جائے اس لئے کہ یہ دو ایں  
کے قتل اور رسول کے بند نشتر دار پر عینی کے جدال  
کو ڈلاٹے جانیکا عقیدہ رکھنے کا منتشر ہی یہ ہے کہ  
عینی کی اہانت ظاہر کیا جائے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے  
اس بات کا رد فرمادیا کہ یہ لوگ عینی کو سولی دینے اور  
قتل کرنے پر قادر نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے جس  
آخر کی تو ہیں کر سکے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے الـ

کو حبہ مبارک کے ساتھ اسماں پر اٹھایا۔  
اس بیان سے بعض ان علیماً یوں کے عقیدہ  
کی بھی اسلام مقصود ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ  
پسے سوی دی گئی — اور پھر اٹھائے گے  
اگر رخ سے مراد رخ درجہ ہوتا تو نہ کوڑہ دو باطل  
عقیدوں میں سے کسی کا بھی رد نہیں ہوتا اور اس  
طرح اس موقع پر صرف ”بل“ کا استعمال  
لا حاصل ہو جاتا ہے۔

ساق

خط و کتابت کیوں  
حوالہ نمبر خریداری  
پڑھ دیں

اگر یہاں تاریخ اور اسلام کے ماہرین کو بلایا مائے  
تو میرا خیال ہے کہ علوم جدیدہ کے ماہرین کو بھی زندگی  
بی جائے، جو فنکس، طبیعت اور نلکیات وغیرہ پر آپ  
کے سامنے تغیریں کریں..... اسی طرح ادبی ذوق کی  
انحصار کے لئے، حدود احمد رحمی دعوت

بیسے یہ بیت یہ بیت ہے کہ مولانا نے اس سال دیے ہوئے تھے جو ہر یا تو اس سال  
کے دوین میں جب مراتب کا علم نہیں ہوتا اور وہ ہوئی بات  
نہیں چاہتا تو اس چیزا دار آدمی کے لئے شرمناکی غلبہ میں  
شرک کہ ہوتا بھی دونجھر ہو جاتا ہے۔ مولانا نے واقعہ بیان  
کیا کہ جب میں تو عمر رکھتا اور میں نے ترجمہ ان لوگوں میں مشاہیر  
ہند کے متعلق خیس پڑھا تھا، اس زمانہ میں مولانا سلیمان  
اشرت صاحب کی غلبہ میں شرک کے ہوئے۔ اس غلبہ میں شخصی لمحہ  
صاحب کا ذکر کیا، ریاضی صاحب مولانا عبد الرحمن صاحب  
کے داماد تھے، کو اس تذکرے میں مجھ سے نہ بائگی اور میں  
بول، اس اور ریاضی صاحب مولانا عبد الرحمن صاحب کے  
ولاد تھے، تو مولانا سلیمان اشتہن صاحب نے جو رآ کہا، مولوی  
صاحب جب رہو...، اس دفتر میری بہت سبکی ہوئی  
لیکن آپ اس یہ عصر میں کمیجھ کیونکہ اس تذکرے میں  
شخصی یوسف صاحب تھے، اور کوئی مراد نہیں، یہاں یوں  
کہجھے کہ اگر آپ کے سامنے مولانا سلیمان صاحب کا تذکرہ  
ہو تو کون مراد ہوئے کہ کمی سلیمان ہیں جو علم فضل کے حیدر ان  
میں شناوری محاصل کر سکے ہیں، اسی طرح قاسمی صابر ک کا  
تذکرہ بھی اور کسی کو نہیں نہ ہو کہ تا منی صابر ک تین ہیں، اب  
دو، اس مغل میں بول اُٹھے تو کتنی بھی ہوگی، اور شرم و ندامت  
کہ اونا کے نام و نسب

میں نے خدا کی چند ہی ایسی نیالیں دیکھی، ایں ہیں  
خالص علمی گفتگو ہوتی تھی شریعت سے آخر تک۔ تنگ کردہ پوچھتا تو  
سم کا بھی ہوا احتساب مولانا پیر سلیمان نوری فی جل میں تھا  
عینہ عقل آرزا حرب کی خانلیں اور علماء اقبال کی مجلسیں، گرجیہ  
ملاد اقبال کی مجلسیں تھیں صرف دو مرتبہ خرپک ہونے کا آناق  
ہوا۔ تجھے بہت خوبی ہوگی ایسے اہل کمال یہاں آ رہے تھے اپنے  
بزرگ و اپ کے سامنے نکال کر رکھ دیں اور عدم کا پنجرہ پیش  
کر دیں لیکن اس کے بعد بھی اگر آپ میں کوئی تغیر نہ ہو اور آپ  
کی ارزشی ہیں کوئی انقلاب نہ آئے تو یہ بہت بڑی بدنسبی  
اہم جذباتیں کی بات ہے۔

کو سامنا کرنا پڑا، اور اس دعوے کے میں مبتلا بھی ہو گئے  
اور تسبیب تو اس بات پر ہے کہ ان کے ذہن میں یہ  
سر اُل بھی نہیں اسی پر اُک علامہ رہنما پاکستان نے ان  
لوگوں کو کافر کیوں قرار دے دیا؟ اور اس کے سبب  
کیا ہیں؟ حالانکہ یہ بات ملن کے خیال میں آئی مزدرو  
ہو گئی اس نے کہ اس فتویٰ میں انہوں نے قادیانیوں  
کی طرف سے دفعائے کا کام بھی انجام دیا ہے، اور  
مراحت کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ یہ مفرود اس غفیرہ کی  
دینِ اسلام سے خارج نہیں ہو گا۔ اور نہ یہ اس پر  
ارتدا دکا حکم لگایا جائے گا، اس طرح پشتکے صاحب  
نے ان لوگوں کے ایمان کو ثابت کرنے کیلئے بڑا ذریعہ لگایا  
ہے حالانکہ یہ بالکل فطری بات ہے کہ ایسے ہم خود پر  
اپنے علم کے ذہن میں یہ سوال مزدرا ناچاہتے کہ دوسرے  
علماء کے تکفیر کی وجہ کیا ہے؟ خاص کر جب کہ  
حیات عیسیٰ اُن کا اُرخ الی السماء“ اور دوبارہ نہ دعا  
کا انکار ان کے زندگی کسی کے کافر ہونے کا سبب نہ  
بنتا ہے۔

افکار کو معلوم نہیں کس چیزرنے شیخ صاحب  
کو علماء سے توبہ طلبی اور اس فرد کی جانب سے خوش  
چشمی میں بدلائی دیا۔ خدا انہیں منات کرے۔ کیا  
یہ زیر و مدت قدر کی نظریں اور فریب خودگی نہیں  
ہے۔؟

اس مسلمانی نہ چاہنے کے باوجود بات اتنی  
لبھی ہو گئی کیونکہ شیخ صاحب کے نقائص ان کی  
دفات کے بعد بیان کرنا میرا مقصود نہیں ہے بلکہ  
ضرورت کے تحت مجھرما بمحضے قلم اٹھاتا پڑا امر  
دو کا انہمار میرا مقصد ہے ایک تو یہ کہ شیخ اگر پر  
زمرہ علماء میں شامل یہیں تھیں دو اس لائف نہیں  
ہیں کہ ان کو بخار علماء میں شامل کرایا جائے اسی  
کہ وہ اپنے معاصرین میں کمی خاص امتیاز کے حامل  
نہیں ہیں، بلکہ کتنے بھی علماء ایسے یہیں جو کہ ان سے  
علم و فضل اور وقت نظر اور صلاحیت غرا در علی گھرائی  
یہیں ان سے زیاد افضل اور خاتمی ہیں، اس نے  
شیخ صاحب کی اس رائے کو ہندو پاکستان کے علماء  
کی رائے کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت نہیں دیکھا تھا ہے  
بلکہ ان علماء کی رائے کے برابر بھی ان کی رائے کو  
تامیل کا توجہ نہیں سمجھا چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ زیر بحث فتویٰ شیخ  
صاحب نے بالکل ہی بے سروچے کہے اور بخیر غفران  
خوضی نہیں ہا اور فرمایا ہے۔ حالانکہ یہ سوالات انہیں اپنی

تسلیل کیلے شمارہ ۱۰۵ دسمبر ۱۹۷۴ء مطابق ۲۰ ذوالحجه ۱۴۰۴ھ

# فتویٰ شیخ محمد شمس الدین

## قرآن و سنت کی روشنی میں

مولانا محمد اسماعیل صاحب ندوی — ترجمہ — مولوی حمید اللہ ندوی

اُنکی مگر باہیوں کو خوب جانتے ہیں تب ان لوگوں نے سوچا کہ ہندوپاکستان کے علاوہ دوسرے لکھوں میں بھی چیلائے جائیں اور اپنی سکاریوں کا جال بھیجا یا جائے اس لئے کہ دیگر ممالک کے مسلمان اسی ان لوگوں کی بے راہ ردی سے داقت نہیں ہیں، اس لئے وہ ان کو مسلمان سمجھنے لگیں گے اس طرح سے وہ اپنے مسلمان ہونے کی اندیشی اور وثیقیت حاصل کرنا چاہتے ہیں، تاکہ جیساورسلیمی کو گماںکر نہ ہے۔

علاوه پاکستان کا یہ متفقہ عقیلیہ ہے کہ نادیا نیز اسلام سے بالکل فارج ہے اور اسے فروں میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے ان میں جب کوئی مرے تو نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے وہ زہی مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن جائیگا اور نہ ان کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کرنا ہے اور اگر کوئی مسلمان ہونے کے بعد قاتا یا نیا تو وہ ضریح طور پر مرتد ہے۔

کے اعمال و عقاید بہت سی غمز و خون کرنے کے بعد  
کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فتویٰ  
یا نیوں کیلئے مسلمانوں کو بہکانے اور ان کو  
ہد کرنے کے راستے میں بہت ہی بڑی رکاوٹ  
تھے ہے اور اس لئے کہ اس طرح مسلمانوں کو  
ب ان لوگوں کے ارتکاد اور کفر کا علم ہوا تو انہوں  
ان گمراہوں سے میں جوں مناکحت اور ان کی  
باتوں کو سننے سے بالکل اجتناب کر لیا بلکہ اُن  
کو پروردگرنے لگے اور دوبارہ اسلام جتوں سرکی  
بنی شر وع کر دی اور یعنی لوگ تو پر کے ازمر تو  
آن بھی ہو گئے۔ لیکن جب لوگوں کے قلعوں پر  
اکا طلب سے مہر لگ چکی تھی وہ اپنے ارتکاد پر  
ہے رہتے اور اس طرح ایک مختصر سارگردہ۔  
مسلمانوں کی تظروں میں ذیل ہو کر ملکیوں ہو گیا۔  
یہ پوزیشن ہے ان گمراہوں کی ہندوستانیاد  
ستان میں اب انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو گراہ  
نہ کا۔ اس طرح بالکل ہی تنگ بلکہ بندھ گیا  
ان لوگوں کو فکر لاحق ہوئی کہ کم از کم اپنے آپ  
مسلمانوں بسی مشارکت کئے جانے کی کوشش کریں تاکہ  
امراء المسلمين سے میں جوں قائم کر کے ان کو گراہ  
لے سکیں، لیکن ان لوگوں کو اس سدل میں بھی ناکامی  
سماں کا جال بچانے کیلئے اسے ہوا کرتے ہیں۔

ختم ہو گیا۔ اس کے بعد موصوف نے جو کچھ لکھا ہے  
اسکی چیزیت استدلال کے بجائے خطابت کی ہے۔  
یہ حکمت نیادہ نز توبابل کے افتبا سات پرستیل ہے  
صفیات کا خاصہ حصہ تکرار دعا وی کی نذر ہو گیا  
یہ کہیں کہیں انھیں آئیوں کا حوالہ کریے ہیں جن

قادیانی صاحب آنجھائی نے فلمہ اسے فیضی  
دایی مفتوف فیک سے جو خطہ استہلال کیا ہے  
اور مخاطر دینے کا کوشش کی پہنچ کی تردید کھلے  
صفات میں کی جا چکی ہے، روایتوں کا حوالہ بھی  
بیکار ہے اسلئے اک وہ غیر معتبر دنام قبول ہیں۔  
یہ حال ہے پادری صاحب کے قادیانی محلہ  
کا ان کا استہلال عمل نکل مہبل بالحل اور لخوب ہے۔  
علوم نہیں موصوف کئے کیا سمجھکر ایسی پادھ گوجات  
کے اقوال پر سمجھ رکھ کیا۔

**خلاصہ کلام**

پادری صاحب نے دو  
اعوے کے نتے۔

اقل۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی افضلیت  
مطلعہ کا۔

دوسرا۔ الوہیت میع علی السلام کا۔  
اور ان کے مضمون کی خاص روایت یہ تھی  
کہ دھاپنے نکلا دعاویٰ کو قرآن مجید سے ثابت  
کرنے کے بعد علی تھے بگذشتہ صفات دیکھ کر ہر مصنف  
مزاج اقرار کر لیا کہ پادری صاحب کے دونوں -  
دعووں کا بخیلان بالکل ظاہر ہو چکا ہے، اور قرآن مجید سے دھاپنے  
کے بعد صاحب نے بے فائدہ بحث کی ہے۔ ہمارے  
دو صحابی رسول تھے خود رسول نہ تھے، لیکن  
انہوں نے کیا ہے اس کی غلطیاں بھے بالکل دفع  
کردی ہیں اور یہ بات اظہر منشمس ہو گئی کہ ان کا  
ہر استدلال محن مناظر کی حیثیت رکھتا ہے جس میں  
کوئی واقعہ کا رقم نہیں ہو سکتا، اس سلسلہ میں  
بائبل سے جواستدلال انہوں نے کیا ہے دھارے  
اوپر حجت نہیں۔ اگرچہ ہماری رائے یہ ہے کہ دھاپنے  
دعووں کو بائبل سے بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ تاہم اس موقع  
پر حجت عالمہ یا خاصہ میں کی ہے

پر اس پر ہام بے صردیت اور حواس کا باعث ہو گا  
اس نے ہم اسے تنکرانداز کرتے ہیں۔  
موت و صلیب میں علیہ السلام کو جسی انہوں نے  
قرآن مجید سے ثابت کرنکی ناکام کو شکش کی ہے،  
لیکن منصف مزاج ہماری اس بحث کو پڑھنے کے  
بعد اسی نتیجہ پر پہنچنے گا کہ وہ اس میں بھی بری  
طرع ناکام رہے ہیں۔ اگرچہ اس میں انہوں نے  
تمادیا نہیں سے بھی امداد حاصل کی ہے۔  
”صلیب“ کا بحث سر لامہ کماح کا بستہ

میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اگر قادیا نیوں کا  
بیان تسلیم کیا جاتے تو اس جملے سے قول یہود کی  
تردید کیسے ہو جائے گی؟ وہ تو بقول خادیاں نہ ہڈیاں  
توڑنے " کے مدعی تھے اور یہاں تردید " ہڈیاں نکلنے " کی ہوئی۔ یہ ان کے دعوے کی تردید کیسے ہو گئی؟  
دوسرा سوال یہ ہے کہ آخر یہہ دنے بخول آپ  
کے حضرت مسیح کی ہڈیاں نکالنے یا توڑنے کا دعوے  
کب کیا تھا؟ اور کس کتاب سے بیان آپ کو معلوم ہوا  
وہ تو حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھا کر قتل کرنے کے  
مدعی تھے، اس تکی تردید استہ آن مجید نے فرمائی ہے جن  
ہڈیاں توڑنے کا دھوئی تو محض آپ کی اختراع ہے جن  
کی کوئی بھی سند نہیں اور جب وہ ان کا دعویٰ  
ہی نہ تھا تو استہ آن مجید میں اس کی تردید کے کیا  
معنی —؟

مرزا جی آجخانی کے ان ترجمان صاحب نے فرمایا  
کہ ناپاک کوشش کی ہے۔ ایک طرف تو "صلیب" کے  
معنی ہڈیاں نکالنے کے بیان کرتے ہیں۔ لیکن اس شریک  
کے پہلے ہی یہ بے دلیل اور جھوٹا دھوئی کر بیٹھتے کہ  
ان کی مراد یہ حقیقی ہم نے اس کی ہڈیاں  
توڑ کر اسکو بار ڈالا۔

اسکے پکر جب "و ما هسلبوہ" کی تفسیر بیان کرتا  
ہیں تو کہتے ہیں :

- اور کہ اپنے ہبود نے آپ کو صلب  
نہیں کیا یعنی آپ کی ہڈیاں نہ کالیں ہیں؟  
کیا خوب سبود کا دعویٰ تو بزرگ قادیانی ماحاجہار  
ہڈیاں توڑنے کا سختا، اور تو ردید ہو رہی ہے ہڈیاں  
نکالتے کی، پھر فرماتے ہیں:  
« لیکن آجناہ مصلوبون یعنی ہڈیاں  
توڑے ہوؤں کے مقابلے بن گئے ۔ ۔ ۔ »  
یہ اختلاف بین مذاہلہ نہ مائیے۔ آپ کی تجویز  
ذمہ دہی کا مرزا جی کے یہ مخصوص شاگرد آخر کہنا  
چاہتے ہیں " دعا صلبیوہ " کی تشریح کسی بھی  
توڑنے کے ساتھ کرتے ہیں اور کسی بھی ہڈیاں نہ کالیں  
کے ساتھ ۔ اب آپ خود اس کی تو جیہہ درد  
حافظ نباشد کے ساتھ بکھٹے یا کھلی ہوئی فرب  
کی کسی لا جا صلب رکھئے ۔

۔ ہے یاں توڑاے ہوؤں کے مٹا بہ ہو گئے  
بھی عجیب دچپ ہے، آخاس کے کیا معنی  
جمرباک میں کیا ایسا تغیر ہو گیا تھا جسکی وجہ  
مٹا سے۔

تبر و تفسر کے مختصر تھے اس لئے پہلے یہ مرحلہ  
میں شیخ صاحب سے نظر شہو گئی اور اس طرح اُپر  
شیخ صاحب با مکمل ہی فلسطین راستے پر جا پڑے، اس وجہ سے  
جسی ان کی رائے کی کمزوری اور غیر صحیح ہی ظاہر  
ہوتی ہے۔

**بُوَابَتِ بَيْنِ فَلَطْلَى** مسلم ہوتا ہے ہر سال کے  
بُوَابَتِ بَيْنِ فَلَطْلَى جواب کے لئے شیخ حاجت  
بلد بادی کا، اپنے سے لام تراویہ لیتا، اسی سے  
بیرون کر دندر کے پیغمبر کے بُوَابَتِ بَيْنِ فَلَطْلَى  
فراتستہ ہیں کہ،

قرآن کیم اور سنت ہوی علی ما جھا العلاوة

وَالْإِسْلَامِ مِنْ أَنْ بَاتَ پَرِدَلَ كَوْلَهُنَّ كَرَنَّ كَرَنَّ كَرَنَّ  
الیں چڑھنے ہے جس سے شابت ہوئے کو حضرت علیہ  
علیٰ اسلام کو اسماں پر جسم کے ساتھ اٹھایا گی اور دو دو  
نک زندہ ہیں اور ایضاً زندہ میں نازل ہوئیں گے۔

شیخ سے مرچ غلظی قرآن و حدیث میں عزم تبدیل  
کیوں ہے مزدہ ہوتی ہے، کیونکہ حقیقت ہے کہ حسن  
عیلیٰ علیٰ اسلام اور ان کے اسماں پر جسم کے ساتھ  
جانے کے عقیدہ بھی بالطل ہوتا توستے آن اسماں  
مردو داد بالطل فرار و نیسے خاہوش ہیں جس نسبت  
رُفْعَةِ اللَّهِ "کے بجائے" امامتِ اللَّهِ

— خدا نے ان کو موت دید کا "جسے ایسا  
اسماں کے جانے، اس لئے یہ بات ثابت ہوئی کہ ممی میں  
جنسی کیہنا بھی بالطل ہے اس لئے کو مردی  
حضرت عیلیٰ علیٰ اسلام کے اسماں پر جسم کے ساتھ  
نہ اٹھائے جانے کے ہیں، اور نہ جسم کے ساتھ  
رف و رج توازن ہکا ہے ویسے بھی کتنا ایسے  
دلائل ہیں جن سے یہ پتہ چلا ہے کہ ایت میں "معنی"  
سے رفع جسمانی کی مراد ہے نہ کوئی دوچیساہی  
کہ جنت میں سطیر سے معلوم ہو گا۔

**بَهْلَى وَلِيلَ** اہل کتاب نے صحیح غایبی کے  
ساتھ جو کہ ایک اصلاح کی اصلاح کے سلسلہ میں  
صلی رہا ہے اس لئے شیخ سے عقیدہ کے بارے میں  
بھی کوئی مردی مکمل گانے کی کتفی سخت مزدودت تھی لیکن  
یہاں مرف دو بالطل عقیدوں کو تباہی کر دیا گیا  
اب مرد ایک بھی عقیدہ ہے جس کا اکابر میں صحبت و قوت مصالحتی اس سے  
کیا تھا اسی طرح کا بیان میں کسی ام پر خاموشی میں  
کرنا خدا یک طرح کا بیان ہے، اور مزدودت ہوئی  
کے باوجود کسی امر کی وفاحت نہ کی جائے یہ اصول کی  
خلاف ہے، حالانکہ بیات و فاخت کی محتاج نہیں  
تمہاری عینی عقیدہ کی اصلاح کے سلسلہ میں بیان  
ہے کہ یہاں عقائد کی اصلاح کے سلسلہ میں بیان  
چل رہا ہے اس لئے شیخ سے عقیدہ کے بارے میں  
بھی کوئی مردی مکمل گانے کی کتفی سخت مزدودت تھی لیکن  
بیان مرف دو بالطل عقیدوں کو تباہی کر دیا گیا  
جس سے تقلیل آیات اس کی دفعہ مثال ہے، ان  
میں قرآن کا مقصیدہ بھی ہے کہ حیات میں علیٰ اسلام  
کے سلسلے میں یہود و فارسی کے گروہ ہے ہے بالطل  
عفاد کو ختم کر دیا جائے۔

— ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نے خدا

کے رسول عیینہ ہیں مریم کو قتل کر دیا۔

حالانکہ: ان لوگوں نے ان کو قتل

کی اور نہ بھول دی جان لوگوں کو کو

خوبی میں دیا اور جو لوگ، مسلم

بیان اخذ کر رہے ہیں وہ شکری ہیں۔

اُنکے پیاس سوائے ابتدائی کے اور

کوئی علم بھی سمجھ دیا یعنی ان لوگوں

نے ان کو قتل نہیں کی بلکہ خدا نے ان کو

انے پاس اطیاب اور اللہ تعالیٰ بہت

حکمت دala ہے۔

..... تو یہودیوں کا تسلیم یک دالا، عقیدہ دوسری  
سوی کے بعد اسماں پر اٹھائے جانے کا جنم کا قابل  
سیخوں کا ایک فرقہ تھا، میسرا عقیدہ سولے سے  
پہنچے آسانا بزرگ نہ اٹھائے جانیکا اس کے قابل  
اسماں ہیں اور عیا یہوں کا بھی ایک فرقہ تھا  
تو اللہ تعالیٰ نے فقط "ما فتلو" سے یہوں

الیہ "کے بارے میں فربیا کہ اللہ تعالیٰ صرف بطور  
تعمیری جلد فرمایا ہے جس طرح کو عام طور پر لوگ  
اس قسم کے بھل استعمال کرتے ہیں کہ" — الحق  
فلما بار الرفیق الا علیاً — اور قرآن کیم  
یہ اس میں بعض ان ہوئیوں کے عقیدہ کا بھی روزگار ہے ہوئے معاشرات  
بے جواہر بھیست کے اٹھائے جانے کا قابل تھا  
اور اس میں بعض ان ہوئیوں کے عقیدہ کا بھی روزگار ہے ہوئے معاشرات  
بے جواہر بھیست کے تماں تھے کہ عیسیٰ کو پہنچ سولہ سویں بھی ہوں،  
گھنی اور بعد میں قتل کیا گیا، اب صرف تحریر ایضاً ہوئی  
ان سب کا مطلب صرف خلافت اور خدا کے اسی و  
امانی میں، داخل ہو جانا ہے، اسی اندھوں سے بی ری جگل شیخ  
دراستہ ہیں کہ:

"رُفْعَةِ اللَّهِ" رفعت کے تصور نے خود کی دیر کے لئے پوچھ کر ایسا ہو۔  
گزر رہا واقع خواہ کتنا ہی طولی ہو ایک ستاہو اغترسرا وقف معلوم ہوتا ہے، اسے  
والی منزل خواہ لئنی ہی نزدیک ہو دو دراز مسلم ہوتی ہے، زندگی کا سفر جب ختم ہو گا  
جانے کے عقیدہ بھی بالطل ہوتا توستے آن اسماں  
مردو داد بالطل فرار و نیسے خاہوش ہیں جس نسبت  
رُفْعَةِ اللَّهِ کے بجائے "اما فاتِ اللَّهِ"  
ہیں آئے گا، اضافی پر حضرت و نذامت اور استقبل کا خوف اور اس کی دہشت لازم تھی  
بیو را عصر حیات پھر دوپہر (عشیۃ وضحاہا) یا نفس و نفس سے زیادہ افسوس  
کیا، ایک اقبال سیاہ نہ رہے تو میں بڑھا ہو گیا ہوں خدا گواہ کر،  
بیوئی کے بھی ایک مزاج نکار نے گھنی لکھا تھا۔  
بھل اگر بیان سیاہ نہ رہے تو میں بڑھا ہو گیا ہوں خدا گواہ کر۔  
غرض اس دوپہر میں تکوئی اگر آپ تھوڑا کافی تو ہات ایک نشست میں کہ حستم ہو گی،  
ایک نام برداستہ تھریہ اس کے لئے صحت اشارے فراہم کر کرچی ہے۔

— خدا نے ان کو موت دید کا "جسے ایسا  
استعمال کئے جانے، اس لئے یہ بات ثابت ہوئی کہ میں ہیں ہے"  
جس کو بلند کرنے کے معنی میں ہیں ہے۔  
شیخ کا یہاں بھی بالطل ہے اس لئے کو مردی  
حضرت عیلیٰ علیٰ اسلام کے اسماں پر جسم کے ساتھ  
زندہ اٹھائے جانے کے ہیں، اور نہ جسم کے ساتھ  
رف و رج توازن ہکا ہے اور نہ جسم کے ساتھ  
قرآن کیم میں تو ایسا دل کلم سے ثابت ہے۔  
دیا ہے کہ... و قولہمو ات قتلنا امسیح  
عیینہ ب مریم رسول اللہ، و ما قتلوا  
و ما صلبوہ ولکسی بشہ نحمد وان  
الذین اخْتَلَوْا فِيهِ مِنْ شَكْ منه  
مالهم بہ من علم الا ایتاع الظی  
وماقتلوہ یقیناً سل رفعت اللہ  
الیہ و سکاد اللہ عزیزاً حکیماً۔

— حدودتہ،

کہ جنت میں سطیر سے معلوم ہو گا۔

قرآن کیم کا یہ طریقہ سے کہ  
پہلی دلیل اہل کتاب نے صحیح غایبی کے  
ساتھ جو کہ ایک دین کا جز تھے جو نام عطا نہ کر خلاط  
لطک کر دے تھے ان کو بیان کر دیتا ہے، مسئلہ زیر  
جست سے تقلیل آیات اس کی دفعہ مثال ہے، ان  
میں قرآن کا مقصیدہ بھی ہے کہ حیات میں علیٰ اسلام  
کے سلسلے میں یہود و فارسی کے گروہ ہے ہے بالطل  
عفاد کو ختم کر دیا جائے۔

یہودیوں کا تو یہ عقیدہ تھا کہ ہم نے خدا  
بیو کو قتل کر دیا اور عیسیٰ اس قتل دوں کا انکار  
کرتے تھے، انکار یہ کہنا خاک عیینہ علیٰ اسلام جسم  
کے ساتھ اسماں پر اٹھائے گئے ہیں لیکن انہیں اس  
یات پر اختلاف تھا کہ وہ سملی کے بد اٹھائے تھے یا  
یا سملی سے پہنچ، ایک فریق سولی سے پہنچ زندہ اٹھائے  
جانے کا تماں خواہ ایک فریق سولی کے بعد اٹھائے  
جانے کا، اس سلسلہ میں یہی عقاید ہو گئے تھے، ایک اچھا نام

خدا، کلام خدا پر مردی ہیاں ہے۔

بیو کو قتل کر دیا اور عیسیٰ اس قتل دوں کا انکار  
کرتے تھے، انکار یہ کہنا خاک عیینہ علیٰ اسلام جسم  
کے ساتھ اسماں پر اٹھائے گئے ہیں لیکن انہیں اس  
یات پر اختلاف تھا کہ وہ سملی کے بد اٹھائے تھے یا  
یا سملی سے پہنچ، ایک فریق سولی سے پہنچ زندہ اٹھائے  
جانے کا تماں خواہ ایک فریق سولی کے بعد اٹھائے  
جانے کا، اس سلسلہ میں یہی عقاید ہو گئے تھے، ایک اچھا نام

خدا، کلام خدا پر مردی ہیاں ہے۔

ادن کر کے تو یہی کہ، اب جو کہ کہاں سے دو ہوئے کھڑکی ہی ظاہر  
ہوتی ہے۔

# بُوَابَتِ بَيْنِ فَلَطْلَى

بھر ایک دوسرے گھنے ہے اور اپنی بوجی کا نام گسرا کہاں کی ملن سر اٹھا کر منہج حاصل  
چکر ہو چکا۔

اک فرستہ نہادی وہ بھی چارڈیوں دیکھیں جس نے جسم سے بردہ گا، کے  
ناگر وہ گھنے ہوں کی حضرت کی داد چاہئے والے غالباً سے کہ کچھ بیرونی ہیں تھے  
کی قسم کھانے والے جو شنک ہر ایک کھرست کا جانہ تھا، بھی تھے تھرست کی جگہ کا کو  
گھر سے بھوٹے دندھ اسیات کا غم اس لئے ہے کہ اس سے لذت انہوں کی کیمی کی دوسری

پوری نہیں ہوئی۔ یہ خواہ اس نہ آسودہ سی۔ ایک جانی داد ہمہ کی اور عیسیٰ ناکمل رہا لیکن  
اب کیں تو کیا کریں، گورنے والا وقت گز چکا، ایسی کوت و تو نافی، اُنک اور اُنکا تک  
ساقی و حضرت ہو پہنچا۔ ماں زندگی کے کچھ تھے رہ گئے ہیں ان سے کہوں: کچھی جہاں پسی  
کا انتقام یا جائے۔ لکھنؤ کیک یا شہر ایسا ایک جگہ تھے ایسا ایک جگہ تھے ایسا ایک جگہ تھے ایسا

زندگی کے بھگار خانے میں اپنا چھرہ دیکھا تو تھے ایسا۔  
رشیب و شب کا لئن جسم سے کب ہے، اسکا کاغذ دل سے ہے، جو اس کے  
گھنے کر نے لگو، ایک بوجی جو ان ہو۔

ایک اور شہر ایسا ہے، ایک جو ان ایک بوجی کے میں خیل کی دم کھاتے ہیں ایسا۔  
کیا۔ ایک بوجی میں جو ان ہوں ایک بوجی کے میں خیل کی دم کھاتے ہیں ایسا۔

بوجی کے میں جو ان ہوں ایک بوجی کے میں خیل کی دم کھاتے ہیں ایسا۔  
کھنڈی کے ایک مزاج نکار نے گھنی لکھا تھا۔

بھل اگر بیان سیاہ نہ رہے تو میں بڑھا ہو گیا ہوں خدا گواہ کر۔  
غرض اس دوپہر میں تکوئی اگر گیری اور شدت کا میری ازتعالیٰ پر تھا۔

لفت کی تجویز علم کی تلاش اور ان کے در دالم کا تماں برداشت رہا۔ یہ جدیدات ایک  
تھر و مند آنہوں کی رنج کر دا مغلب کے گھر سے کھنڈ میں جھے اور صہر سے اشارے فراہم کر کرچی ہے۔

ایسا مرح کی تین سادہ تماں کا اظہار ایسے دوسرے ہزار سال پہنچے ہوں کے ایک  
بیانی شاعر طرفیں الجد نے بھی کیا تھا۔

اگر تین باتیں نہ ہو تو نہیں تو جسے اپنی موت کی پرواہ نہ ہوئی تو یہیں بھی کہتا کہ  
یقین صفت بر

تھے یہ آنہوں گرائی لذکر کے پھروری سیزیز میں سے مارچ ملکریوں شانے ہوئے، زندگی  
کے آخریں بہت دار آئندہ رکھ کر سکنیں جس خانے ہوئے جو بیوی تھی۔ دلکش کے الغاظتی ہیں۔

**THREE PASSIONS, simple but overwhelmingly  
strong, have governed my life; the longing for love,  
the search for knowledge, and unbearable pity for the  
suffering of mankind. These PASSIONS, like great  
winds, have blown me hither and thither over a  
deep ocean of ANGUISH.**

# دو مسافر

النسان :

## رسورۃ العصر کا تفسیوں مکالمہ

ابوالاسرار مرزا اناواری

وقت :

میں اپنے کام میں روز از ل سے ہوں مشغول

شہر تعمیرے مسافرا رے وقت نہ روزِ حرام

کہ ذہن روز پر پڑنے لگا ہر سایہ شام

پرندے آئے لگے اپنے آشیانے میں

سکوں ساچھائے لگا ہر طرف زمانے میں

کھللا ہے قصرِ فلک پر درجہ سر کیم عبیر

آنکتے پھینکیں رہی ہے شفقتِ نہ کے تیر

چمن کی بلیں پتوں کے ہار لائیں گی

شبِ نشاط بہت ابھی سماں میں گی

سواد غیب سے نکلے گی اور تیرے گی

ملک کے نیلے سمندر میں چپانے کی کاشتی

چسم کے چھوٹوں سے گیتِ گاتمیں گے

بہت نہیں تو..... فقطِ شہر جاندھیرے تک

تو ایک رات بسرا کر رہا سویرے تک

تو مرٹ کے دیکھ بڑھی دوڑھی دیکھیں گے

مگر تو پھر بھی نہیں ہے قیام پر رضی

روان و دواں ہے ہمیشہ کبھی قسماً مہنیں

روہ سفر میں کہیں سٹھنے کا نام نہیں

بساطِ عمر زمانہ سستی جانتی ہے

زمین تیز رفتگم سے لپٹتی ہے

تراء و بود رداں ہے مثالِ جوں خوش

نقائے جیسے گذرتی ہے موچ جوں خوش

## مسئلہ روایتِ ہلال کے متعلق

### جلس تحقیقات شرعیہ کا فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وسلام على عباده الذين صطفى

من روى سنت ہلال کے سلسلہ میں موال و جواب، سمجحت و مباحثہ اور

مشکل کے ہر سبلو پر پوری ذہن داری کے ساتھ غور و فکر کے بعد

مجبس اس تبصرہ پر پیوں چکی ہے کہ

① — نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں ہے، بلکہ اختلاف مطلع

مسلم ہے، یہ ایک دو اتفاقی تبصرہ اس میں فتاویٰ کرام کا کوئی اختلاف

نہیں ہے، اور حدیث سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

② — البتہ فتاویٰ اس باب میں مختلف ہیں کہ سوم اور انطاہِ حرم کے باب میں

یا خلاف مطلع تبصرہ یا نہیں، محققین فقیہ، احناط اور علماء احدث کی

تفسیرات اور ان کے دلائل کا روشنی میں مجبس کی متفق رائے ہے کہ

بلادِ بیہدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطابق مطلع تبصرہ است

(متبرعِ نام) نے ثبوتِ شرعاً کے بعد دوستِ ہلال کا اعلان کر دیا ہے۔

اس طرف کی صراحت کیا تا اعلان پر صوم اور انطاہِ حرم درست ہے۔

③ — بلادِ بیہدہ سے مراد ہے کہ ان میں باہم اس قدر دوستی تھے کہ عادہ ان

کی روایت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے۔ ایک شہر میں ایک دن پیٹے چاند

نظر آتا ہے، اور دوسرے میں ایک دن بعد ان بلادِ بیہدہ میں اگر ایک

کی روایت دوسرے کے لئے لازم کر دیجاتے تو مہینہ کی جگہ ۶۰ دن کا

روہ جائیگا اور کسی جگہ ۳۵ دن کا فرق اپاٹے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس

کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔

④ — بلادِ بیہدہ وہ شہر ہے جو اسی روایت میں عادہ ایک دن کا فرق نہیں پڑتا

ہے، فقیہ ایک دن کی مسافت کی دردی کو جو تقریباً ۵۰ میل ہوتا

ہے، بلادِ بیہدہ قرار دیتے ہیں، اور اس سے کم کو بلادِ قریب، مجبس اس

سلسلہ میں ایک ایسے چارٹ کی مدد و معاونت ہے جس سے علومِ موجاہ

کو مطلع کرنے میں اپنے دل کے اور کوئی ملکوں کا مطلع ایک ہے۔

⑤ — ہندوستان و پاکستان کے جنگی حصوں اور بعض قربی ملکوں میں اپنے

ویژہ کا مطلع ایک ہے، علماء ہند و پاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے، اور

نائبِ تحریر سے بھی میں ثابت ہے ان ملکوں کے شہروں میں اس تدریس ف

ہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرقاً پڑتا ہو، اسی پہنچا دیران دلوں ملکوں

میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعاً ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دلوں ملکوں

کے تمام اہل شہر پر لازم ہو گا۔

⑥ — صراحت بیہدہ سے مراد ہے دو دو ایک ملکوں کا مطلع بند پاک کے مطلع سے ملکوں کے مطلع سے ملکوں کے مطلع ہے

یہاں کی روایت ان ملکوں کی دو دو ایک ملکوں کی روایت یہاں والوں کیلئے

پڑھات میں لازم اور قابلِ ثبوت نہیں ہے اسے کہ ان میں اور بند پاک میں

جانبِ مولانا عین الرحمی طلاقی مکالمہ

جانبِ مولانا عین الدین مسابقہ تدوی

# یہ بھی اک قرآن کا اعجاز ہے

بڑے ہوئے تھے۔ جب سزا دوپہر کو آرام کرتے  
تو یہ چکے سے خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر  
ہو کر قرآنی شریف پڑھتے اور دینی مسائل سمجھتے،  
اس طرح انہوں نے چند ذوقی بہت سے مزدہی  
مسئلے حاصل کرنے، «ابد اور دوغناہ»

نسل پر واقع ہے۔ جب سوچ میں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا دعوت نامہ رد از فرمایا  
। اسنت عظیم اس کو طبقتی بی تھرا اٹھا، نور اگر کان  
دولت کی ایکیں منادرت ھلب کی، اس نے کہا کہ بلا  
۔ ایسی سے ایک بنی کے آنکھی بخارت ہماری کتابوں  
یہ ہے عجب کیا کہ وہ بنی ہو عود یہی ہوں، بتوت  
رسالت کے بارے میں رائے مشورہ بے سود ہے

ب بادشاہ سے مشورہ کرتا ہے وہ بھی یہی جواب دیتا ہے۔ اب اس قعف غلط اک عظیم الشان اعلان کا اعلان کرتا ہے، نوڑ اگر جوں پر حبہ میں اڑنے لگتے ہیں، پھر طرف آگ روشن کیجاتی ہے، اور زنا تو کو دقرنا بجھے لگتے ہیں (یہ سلطنت پر آفت آئیکی غلام ہے)، جب تمام لاڈ کر اور بہتر تباہ شہروں اور مستشو

کے لوگ جو قدرِ حق جمع ہو گئے۔ تو بادشاہ نے اسی وجہ پر کھڑے ہو کر نامہ بنویں سنایا اور حکم دیا کہ سربراہ عبدالدیبی کے سردار و مکھیا علیہ دین جس کے نجود نہ ہو اسے دمشورہ کر کے منافق طور پر بچے مطلع کریں کہ میر اس خط کا ایسا جواب لکھوں بے حکم کی قیمتیں کرتے ہوئے اسے عذر و فرنگ کے بعد بیرا سے پیش کی کہ غالباً جیا۔

یک دفعہ میرے بھائی جا کے بس میں ہمارے لات پادری  
ستھن اعظم شریعتیں۔ رئیس الاعظم عبد العزیز احمد  
وزیر اعظم عبد المیریم ضرور شامل ہوں۔ یہ لوگ بعد  
تصیفات مسائل بہترین جواب دیں۔ اس بحکمیت پر  
پڑھتے ختم ہو گیا۔ دو سوئے کیا: من ساخته آہ میوں  
بیشتعل و فدشا ہی بآس سے آراستہ ہو کر دیوار راست  
عماز ہوا، تو آپ مخالف نہ ہوتے، جو رسمی  
لکھا تھا کہ آئے تو آپ نے بڑی بے تکلفی سے کھنکو  
ای سو رہ آئی عمران کی نوے آیتیں، کیا: اقویں  
ل ہوئی۔ اور آپ نے دورانی مظاہرہ میں اشتہت  
مید اور ابطال تسلیٹ پر پوری روشنی ڈالی  
کے عیاں دفعہ کو پوری تکلیف و تشنی ہو گئی تو  
وہ نے کہا اب مرد ایک بات رہ گئی اور دو  
”لطفِ مختار“

علیکم لا نجا هلکم لانا مانحن  
علیہ دل کم ما انتم علیہ ک  
بما را اسلام دو سرم تمہاری جا بہیت کا جواب نہیں  
دیگے، ہمارے لئے وہ دین مفہیم ہے جس پر مم میں  
تمہارے لئے وہ ہے جس پر تم ہو، اسی کے حوالے  
یہ آیتیں مازل ہوئیں ۔  
واذا سمعوا  
اللعنوا عرضو عنہ  
وقالوا لانا اعمالنا  
دلکم اعما لکم  
بما رے ا عال اور تمہارے  
سلام علیکم لانیغ، تباہ خال تمہارا سلام

الجهلیین (قصص) نو، ہم جا ہلوں کو نہیں  
اپنے شام میں چاہتے۔

وقد ثقیف کا اسلام | یہ محرز اور موثر  
خدمتِ بنوی میں حاضر ہوا جو سترہ افراد پرست  
تھا، میں وہ تعبیلہ ہے جو تیر دلدار سے نہ دبا،  
کیکن صداقت، عدالت نے آستانا اسلام پر

لما حبکا یا۔ طائف کا مستہور سردار عبد یالیں، میر و ند تھا جس کے اشارے سے ہاں بنی مسٹے اللہ علیہ وسلم پر تپھر بر سارے اور کچھڑا چھائے گے۔ آپ نے غیرہ بن شبیح سے فرمایا کہ ان کو ایسی جگہ آتا رہ ہاں سے یہ بوج مسلمانوں کی محبت و استزاق دیکھیں اور تلاوت قرآن سے متاثر ہوں چنانچہ ان کے خیجے مسجد بیوی کے صحن میں نکالے گئے چالے دک و سج و اسم ر بلک الا علی۔ هل شک حدیث الفاشیہ وغیرہ سورتی نئے رنماز با جماعت کا نظارہ بھی کرتے، جس سے ان دلوں پر اسلام کا سکد بیٹھ گیا، کچھ مندرت کرتے ہے آنحضرت مسٹے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک بھیت اسلام کر لی۔ اس وند میں عثمان بن علی بوس بے چھوٹے بھتے لیکن ذہانت میں سب سے

لیین و القراءات  
الحکیم و انک لعن  
لمرسلین و علی  
صراط مستقیم و  
شنزیل العزیز  
الترحیم و تماذج  
جیسے سنتے ہی سب کی آنکھیں اٹک بار ہو گئیں، اور یہ  
ساخت پکارا شکر کیہ تو دی کی توڑ ہے جیکی تنویر حضرت  
رسول علیہ السلام لائے تھے پھر بعد ق دل دائر کا لام  
یں داخل ہو گئے اور غریب مسلمانوں کی مالی امدادی

اہنی حضرات کی شان میں یہ آیت مبارکہ نازل  
وہی ۱۰

دلپ بیونتوت دلپ بیونتوت  
جبر ہم مر تین جبر ہم مر تین  
بما حسبرا وید رو بما حسبرا وید رو  
بالمجسنه الشفیة متمارز قنهم  
نیغقوت نیغقوت ۱۰  
قصہ

لکھ جسٹ میں جب آپ کی ہنگیری  
کا چر چا ہوا تو بیس بڑے بڑے  
فائل صیانی کو مختل آئے اور  
خدمت اندر میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو ہبی  
خاتمہ سورہ لیتیں ہی پڑھنے والی وہ سب سبھی وقف  
زیریں دبکا ہو چکے اور آپ کی پر زور تما ریہ : نقشہ لیتی  
کہ جب مشرف بامیان ہو کر دربار استمدی سے نکلے  
اوہ جہل و غیرہ کے خاب کی بسیر شرمزدہ اعلان  
ہ گئی ، غصہ میں کہنے لگے بڑے سی تاداں پکے ہو تو  
ہو کا استمد علیہ شر علیہ وسلم کی تحقیقین حال کیلئے  
اے اور اپنا آبائی دین جھوکر اس کے فلام بندک  
وار ہے ہیں ۔ انہوں نے جواب دیا ر السلام

”ابداز کرو، نمازیں سمجھی پڑھو، روزہ سمجھی لکھو۔“  
سو سمجھی اور بے روزہ سمجھی رہو، کیونکہ تمہارے ادپر  
تمہارے حیثم کا حق ہے، تمہاری آنکھ کا حق ہے تمہارے  
ہمانوں کا حق ہے، تمہاری بیوی کا حق ہے بلہ  
اس بگد پر یہ بات سمجھی دھیان میں رکھنے کی  
ہے جہاں ایک طرف حدیث و فرقہ ان نے ہمانوں کے  
سلسلے میں یا علی نقیبات سامنے رکھی ہیں، وہیں  
ہمانوں کے لئے سبھی کچھ اصول رکھے جس کیونکہ کسی  
کام میانہ ہوتا ہے حال میزبان کے لئے کچھ نہ کچھ تکلیف  
کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے ہمانوں سے بھی کہا گیا ہے  
کہ وہ کسی کے بیان تین دن سے زیادہ ہمان نہ رہیں۔  
کیونکہ اس سے بیان کو تکلیف ہو گی اور وہ زیر بار ہو گی  
لیکن آج ہمان سمار لئے رحمت ہجیں بلکہ زست  
بن جاتے ہیں، مہذب مکلوں میں چلتے دلت بل پیش  
کئے جاتے ہیں، ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ کب ہمان  
کا حصہ رفت لے گا اور گلوغلہ اٹھنی گو۔

یہ سب اس دعوے سے ہے کہ ہم ہر چیز کو مادری  
انقدر سے پرکھتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ بظاہر اس  
چیز میں ہمارے لئے کتنا نفع ہے اور کتنا نفخاں ہے  
ہمارے طرز فکر کا وہ سانچہ بدل گیا جس میں ہمان  
زمٹ نہیں بلکہ صین راحت بن کر وار دسوے تھے و  
عینک اندری گئی ہے جس سے ہر چیز صاف درشت  
نظر آتی تھی اس کی جگہ موڑے شیشتوں والی مادیت  
کی دبیز دناریک عینک سے ظاہر ہے کہ نارکی، ہی  
تاکہ زنگنا آئے گا

لله بنجاري شریف کتاب الادب باب عن الصیف  
لله بنجاري شباب الادب باب اکرم الصعیف

# لغمیوں سے میں

## قرآن مجید کا علم اخلاق

## مہماں وہ کیسا تھا تو

یوکن نگرامی ندوی

مہمان نوازی کو مستر نی تردن کے سپر  
بیس داخل ہے۔ لیکن عربوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ساتھ مہمان نوازی کا وصف زیادہ نہیاں تھا۔  
قرآن مجید نے بھی اس وصف کو اپنی تعلیمات میں اور  
کھان کر پیش کر دیا اور بنی اسرائیل علیہ السلام کی  
علمی و عملی تعلیمات نے اس باب میں سمجھی ایک خوش  
شان قائم کی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو مسلم ہو گا کہ  
پران کیسی شخصی کسی کس کا مہمان صدر ہوتا ہے۔ اگر  
جو تم اپنے مہمان کے ساتھ عزت و احترام کا بڑا دکر تے  
ہیں تو وہ کل ہمارے ساتھ دیتا ہیں اپنے کو کہے جاؤ گیا  
سو سائیں سعادت و کوئی نکلام میں اس کی حیثیت مباولہ  
کرنے کے لئے مدد کر سکتے ہیں۔

<p>قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہدایات کا ذکر آیا ہے۔</p> <p>حل اشک حدیث</p> <p>فیض ابراہیم</p> <p>ال默ہدۃ اذ دخلوا</p> <p>علیہ فتاوی الراسخا</p> <p>د تعالیٰ سلم قروم</p> <p>سکرود فرعون</p> <p>الی اهله نجاء</p> <p>بعجل سمیت</p> <p>ذ دریافت ۲۔</p>	<p>بڑا اور جلوہ رہ رہا قرآن مجید میں آیتیں اب دیکھئے بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں۔</p> <p>دن یا جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اسکو چاہئے کہ اپنے پڑو سکی کی عزت کرے اور جو شخص خدا اور قیامت پر ایمان لایا اس کو چاہئے کہ اپنے مہان کا جائزہ عزت سے دے۔</p> <p>کہا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائزہ کیا ہے۔ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور مہانی تین دن کی ہے اس کے آگے مہان پر صدقہ ہے۔</p> <p>دوسرے موقعہ پر ارشاد فرمایا جو شخص خدا اور</p>
--	---

۱۷) بخاری شریف کتاب ادب  
۱۸) بخاری شریف کتاب ادب

۱۹) مہان کے لئے کھانے پینے کا سامان فوراً  
سلام سے ہوتا چاہیے۔

(۲۰) مہان کے ہزار کاٹت (اسکا کوٹت)  
جنوکار مہاذن کو دے کے  
اس آیت کریمہ سے یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں  
(۲۱) مہان اور میزبان میں گفتگو کی ابتداء

گذشتہ سے پیوست

## تجدید دین اور شیخ سرہندی

حمد نعیم ندی وی صدقہ

پھر تو اسکی حالت اور نکد نظر میں وہ غلظیم القلب  
رو نما ہوا جس نے اسے ایک زامہ شب زندہ دار اور  
عابد پر بیز کار جہاں بیکرنا دیا ۔ ۔ ۔ بادشاہ  
کے سرچ راہ پر آتے تھے کیا ایک نئی روٹ پیدا ہو گئی  
اور بدھات و سیلیات کا خانہ تھہ ہو گیا، ایک مرتبہ پھر  
اسلام کا اقتدار عالمتار سماں ہے ہند پر فیض پاش  
بیوگی جس کی پر فرشخانوں سے پوری زمین معمور  
چوکی، امام ربانی کے اثرات اور عوام میں پھوٹکی  
ہوئی نئی روح رفت سچی اختری کرتی رہی اور  
جہاں گیرنے والے شاہ بھائی کو خواجہ محمد مصوص عزیز  
بے بیت کرایا، سچر شاہ بھائی کے مطلب میں سنوی  
دھوری ولی اللہ پیدا ہوا جسے دنیا نے اور نگر زیب  
عالمگیر کے نام سے جانا اور پہچانا،  
ذکر کردہ بالاتر بھی خانوں کے سامنے آئے کے  
بعد یہ سمجھنے میں کوئی دلت نہ ہونا چاہیے کہ آئی  
ہندوستان میں اسلام اسلامیت کی جو پکھڑ و پوشی  
آئی ہے، وہ سو فیصد تڑہ اور نسبتیہ سرہند کے ایک  
مایباڑ فرزند کی جدوجہد کا جس نے اسلام کی دلگشی  
پڑھی کشتنی کو گرداب بلاتے نکال کر تاریخ میں چند  
امن نوش بنت کر دیئے۔ مجھنا ۹ اللہ عن  
المسلمین کا فتنہ۔

”حضور قرآنیکی رو سے خلق کے  
سو اکیک سجدہ کرنے جائز نہیں  
بلکہ کئی سعادت و حادثت ہے کہ  
انچی جیسی ایک عاجز و متعارج نعمتی  
کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے“  
لاقت واقعہ اور کے نشیں شرکار جانگیر  
نے ایسا کرخت دھنیکیش جواب کھوئی کہ کوئی  
پڑگا، جوں غمیش و غصب میں پھرگیا اور اسے موت  
کی حیثیت کا ایسا یقین جاگزیں تھا کہ انہیں مضطرب  
ہے کی کر کر کے اس کی حیات پر کسرستہ کرتا تھا،  
شیخ کے مکتوبات کے تینوں دفاتر علم و عرفان  
کے خدا اُٹا ہیں جس کی باز خوانی سے ایمان میں حوصلہ  
ادیتیں جاتی ہیں۔

”خدشیخ کے مکتوبات سے پڑھتا ہے کہ  
دباری امراء کو یہ کی طرف تیزی سے مائل ہوتے  
دھنچا تو اسی دباری کا خذہ لاحی ہوا، اور  
حضور نے مل ملا کر شاہ کے خلاف نزد دست مارش  
کی، اور اس کا پرد پیچنے کو جو اس نے اپنے  
کے بعض ملاءہ جنمیا اپنے طرف سے سورنی میس  
متلکا ہو گئے، اگر جب اس کو دھنچا پاک ہوا  
تو اس نے اپنے خیال سے، جو شکر لیلے۔ ظاہر ہے“

”پھر تو اسکی حالت اور نکد نظر میں وہ غلظیم القلب  
رو نما ہوا جس نے اسے ایک زامہ شب زندہ دار اور  
عابد پر بیز کار جہاں بیکرنا دیا ۔ ۔ ۔ بادشاہ  
کے سرچ راہ پر آتے تھے کیا ایک نئی روٹ پیدا ہو گئی  
اور بدھات و سیلیات کا خانہ تھہ ہو گیا، ایک مرتبہ پھر  
اسلام کا اقتدار عالمتار سماں ہے ہند پر فیض پاش  
بیوگی جس کی پر فرشخانوں سے پوری زمین معمور  
چوکی، امام ربانی کے اثرات اور عوام میں پھوٹکی  
ہوئی نئی روح رفت سچی اختری کرتی رہی اور  
جہاں گیرنے والے شاہ بھائی کو خواجہ محمد مصوص عزیز  
بے بیت کرایا، سچر شاہ بھائی کے مطلب میں سنوی  
دھوری ولی اللہ پیدا ہوا جسے دنیا نے اور نگر زیب  
عالمگیر کے نام سے جانا اور پہچانا،  
ذکر کردہ بالاتر بھی خانوں کے سامنے آئے کے  
بعد یہ سمجھنے میں کوئی دلت نہ ہونا چاہیے کہ آئی  
ہندوستان میں اسلام اسلامیت کی جو پکھڑ و پوشی  
آئی ہے، وہ سو فیصد تڑہ اور نسبتیہ سرہند کے ایک  
مایباڑ فرزند کی جدوجہد کا جس نے اسلام کی دلگشی  
پڑھی کشتنی کو گرداب بلاتے نکال کر تاریخ میں چند  
امن نوش بنت کر دیئے۔ مجھنا ۹ اللہ عن  
المسلمین کا فتنہ۔

## ولحہ سارہ نفع مسون عشق میں

ترجمہ  
قبائل / حسن عظیم  
نہیں

لکھنؤ میری اور صفویان کی بیوی رہے ہے  
جلیلہ۔ صفویان بن امیر۔  
عقیبہ۔ مہماں اس نے بھی اپنے باب کے کافی کو خفیا  
کرے۔  
جلیلہ۔ ایرین خلن کا کافی۔  
عقیبہ۔ باب، باب۔  
جلیلہ۔ اس تماں کا کیا نام ہے؟  
عقیبہ۔ زید بن دشنہ  
جلیلہ۔ کیا صفویان بن امیر نے بھی بچاں افغان  
میں خریدا ہے؟  
عقیبہ۔ باب۔  
جلیلہ۔ بت تو بے اس بجارت سے بردے مادر  
چو جائیں گے۔  
عقیبہ۔ رہنے والے، اپنے جاؤں کی بجارت  
کے بچائیں جو کے رہنے، الوں کی بجارت  
شروع کر دیجیا چاہیے۔  
جلیلہ۔ اپنے بچے ہمارے ہاں کی بچوں کی بجارت  
کے ساتھ اسی تدبی کے پاس چلو، یہ چڑی  
دو اوپرے خوب ہے۔  
عامر۔ یہیں مان۔.....  
جلیلہ۔ کیا اسی کے پروردیں میں بیڑی نہیں پڑی ہو؟  
عامر۔ کیوں نہیں مان؟  
جلیلہ۔ پیر کس پیڑے پر درہ ہے ہو؟  
عامر۔ بچتے اسے کسی پیڑ کا خفرہ نہیں ہے بلکہ  
اپنے دلار کا سختن نہیں ہے، وہ بڑا نزدیک  
آدمی صلحوم ہو رہا ہے۔  
جلیلہ۔ اسے نماں اسی یہ تہارے نماں عارث کا  
قاتل ہے۔  
عامر۔ پیرا خیال ہے اسی تدبی کو آدمی کو قتل  
نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جب اس نے اسے درہ دے  
پر دیکھا تو اس نے ملک کو بچے سلام کیا تھا۔  
جلیلہ۔ غاصب شاہ! اگر تہارے عقبہ ساروں نے اس  
لیے تو تہاری خیر پیشی، یہ چھڑی کو اور پر  
ساتھ بارٹے میں چلو۔

”عامر میں بچتے اسے بھی اپنے درہ کے ساتھ  
بھی بڑیں کے پاس بھجا تھا تاکہ یہ لوگ ان  
کو اسلام کی قیمت دیں، لیکن بندی ان پر واث  
پڑتے اور ان کو ہمارے باخوں نیک دیتا۔  
اعقبہ۔ کیا بچتے اسے کہتے ہیں خوبی؟  
جلیلہ۔ اسے خوبی کے لئے ہو؟  
اعقبہ۔ پچاس اونٹ میں۔  
جلیلہ۔ پچاس اونٹ میں!

”اعقبہ۔ کیا اسے تم زیادہ سمجھتی ہو ایک اس کے پر  
وہ سوادنے بھی لائیجئے تو میں بخوبی دیتا  
جلیلہ۔ قریش کی کوئی ایسی عورت ہے جس کا کوئی مزین  
ادانتا زیگی پیدا نہیں کیا۔  
جلیلہ۔ سچھ کچھ کہے ہو اور وہ اس کے قاتل سے  
کاغذ مار دیا ہے، پر وہ مال جس سے اپنے باب  
کا خون نزدیک جائے کم ہی ہے۔  
اعقبہ۔ جلدی، اسے کچھ کہا کھلا دو۔  
جلیلہ۔ کیا تم اپنے باب کے قاتل کو کھا تکپلانے کو  
کہہ ہے۔  
اعقبہ۔ اس کو ستایا ہے اپنے دل کی بھروسہ کا کالا  
کہہ ہے۔  
جلیلہ۔ بخدا اس سے مزدراستہ کیا جائے، کیوں ایسا ہو کو  
جوک سے مر جائے۔ اور ہم اس کو جو بھی تکمیل  
کر دیں تو اس کی کوئی کارہ ہے اسی

”عامر مجھوڑ، چھڑی اٹا کر مان کے ساتھ چو جیتا ہے  
دیوارے ایک تنگ رہا، ایک اور جگہ کر کے جس کا درہ دے  
مشبوط ہے۔ غصیبہ مرضی پر بیٹھے ہوئے یہیں بڑیں  
ہیں بھاری بیڑیاں بری ہیں، جلیلہ اور اس کا بیٹا  
عامر دو غاؤں ڈنڈے ہے ان کو مارہ ہے ہیں۔  
خصیبہ۔ بڑا اس سے مر جائے۔ اور ہم اس کو جو بھی تکمیل  
کر دیں تو اس سے مر جائے۔ اور اس کو جو بھی تکمیل



